احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

خطبہ نمبر 29

منگل 22 جولائی 2003ء

روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

منگل 22 جولائی 2003ء 21 جمادی الاول 1424 ہجری-22 وفا 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 163

مہمان خانہ

آنحضرت ﷺ کی صحابیہ حضرت ام شریکؓ نہایت دولت منداور فیاض تھیں- انہوں نے اپنے مکان کو مدینہ میں مہمان خانہ بنا دیا تھا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جو مہمان آتے تھے ان میں سے کئی انہی کے مکان پر قیام کرتے تھے

(سنن نسائی کتاب النکاح باب الخطبة فی النکاح حدیث نمبر 3185)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالہ سے میزبانوں اور مہمانوں کو زریں نصائح اور ہدایات

سب مہمانوں کو واجب الاحترام جان کر ان کی مہمان نوازی کا حق ادا کریں

شرکاء جلسہ سالانہ ذکر الٰہی اور درود شریف میں وقت گزاریں اور کارکنان سے تعاون کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18۔جولائی 2003ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

(خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ **الفضل** اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 جولائی 2003ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔جس میں آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالے سے انتظامیہ **جلسہ، میزبانوں اور مہمانان کرام** کو زریں ہدایات سے نوازا۔آپ نے اس مضمون کی تشریح آیت قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود کی **روشنی میں بیان فرمائی**۔آپ کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔

حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر 10 کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اگلے جمعہ سے جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے اگر چہ یہ برطانیہ کا جلسہ ہے لیکن خلیفہ وقت کی موجودگی کی وجہ سے **دنیا بھر سے مختلف** رنگ ونسل کے لوگ یہاں شامل ہوتے ہیں اس لئے قدرتی طور پر فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔**خدا کے فضل** سے برطانیہ کو کئی سالوں سے اس کی احسن رنگ میں میزبانی کی توفیق مل رہی ہے۔مہمانوں سے بھی گزارش ہے کہ **اگر کوئی کمی رہ جائے تو اس کو برداشت کرلیں۔انگلستان** آنے والا ہر شخص مہمان کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اہل انگلستان مہمانوں کی خدمت کر کے قربانی پیش کریں۔

آنحضرتؐ نے مہمانوں کی خدمت کی جو ہدایات دیں اور نمونے پیش فرمائے وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ایک مہمان کی مہمان نوازی کیلئے ایک انصاری نے اس طرح نمونہ دکھایا کہ بچوں کو بھوکا سلا دیا اور خود **چراغ بند کر کے صرف چٹخارے** لیتے رہے اور کھانا مہمان کو پیش کر دیا۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی عزت کریں اور مہمان کا احترام کریں اور **اچھی بات کہیں یا خاموش رہیں**۔

حضور انور نے فرمایا کہ مہمان اگر کوتاہی دیکھیں **تو خاموشی کے ساتھ توجہ** دلا دیں برداشت اور صرف نظر بھی کریں غصہ دبا کر ثواب حاصل کریں۔اگر کارکنان مہمان کا غصہ دیکھیں تو سختی نہ کریں۔سارے **مہمان آپس میں پڑوسی بھی** بن جاتے ہیں اس لئے ایک دوسرے کی عزت کریں۔ہر کارکن پر لازم ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مہمان خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا سب کے **ساتھ احترام سے پیش** آئیں۔ایک دوسرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے پیش آئیں اور جلسہ کے ایام میں ایک دوسرے پر سلامتی کے تحفے بھیجیں۔**جلسہ سالانہ کے شرکاء** کو چاہئے کہ وہ ان ایام کو ذکر الٰہی اور درود شریف میں گزاریں۔نمازوں کی پابندی کریں، انتظامیہ کے ساتھ تعاون کریں اور جلسہ **سالانہ کے تمام پروگراموں میں** شرکت کر کے اس کی برکات حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعود کا طریق تھا کہ آپ **مہمان کا اس قدر خیال رکھتے** کہ ابتداء میں تو خود ہی کھانے کا بندوبست کرتے اور ساتھ شامل ہوتے اور مہمانوں کی ضروریات کا خیال فرماتے تھے۔مہمانوں کی **کثرت کے پیش نظر منتظمین** کو آپ ہدایات سے نوازتے کہ مہمان کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے اور یکساں واجب الاحترام سمجھا جائے۔

مہمانوں اور میزبانوں کو ہدایات دیتے ہوئے **حضور نے فرمایا** کہ بیوت الذکر کے آداب اور تقدس کا خیال رکھیں، نمازوں کی پابندی کریں، تقاریر کو غور سے سنیں، نماز اور جلسہ کے وقت **موبائل سیٹ بند رکھیں**، دوران جلسہ بازار بند رہیں۔ٹریفک قوانین کی پابندی کریں۔صفائی اور کھانے کے آداب کا خیال رکھیں۔خواتین پردے کے **شعار کا اہتمام کریں۔حفاظت کے نکتہ** نگاہ سے اپنے ماحول کی نگرانی رکھیں۔اور اس جلسہ کو دنیاوی میلوں کی طرح نہ سمجھیں بلکہ اس کی برکات اور فیوض سے **اپنی جھولیاں بھر کر جائیں** اور سب سے بڑھ کر دعاؤں پر زور دیں جلسہ پر آتے جاتے دعاؤں میں وقت گزاریں اور برکات جلسہ سے فیضیاب ہوں۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

✿ مورخہ 17 جولائی 2003ء کو بیت الفضل لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

✿ مکرم قاضی داؤد احمد صاحب 14 جولائی کو بعمر 54 سال وفات پا گئے۔مرحوم ملٹن کین جماعت کے صدر بھی رہے ہیں اس وقت زعیم مجلس انصار اللہ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپ حضرت منشی محبوب عالم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے اور قاضی مسعود احمد صاحب کے بیٹے تھے۔مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جنازہ غائب

✿ مکرم کریم احمد سنوری صاحب صدر جماعت احمدیہ ملبورن آسٹریلیا 26 جون کو وفات پاگئے۔مرحوم بہت خوش خلق اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔مکرم خورشید احمد سنوری صاحب لندن کے بھائی تھے۔مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

✿ مکرم کرنل مبارک احمد ملک صاحب مرحوم آف چکوال مخلص مالی قربانی کرنے والے۔نڈر اور بارعب شخصیت تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کے لواحقین کو ان کے رنگ میں رنگین کرے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

صدقات برائے نادار مریضان

✿ ''صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔'' (حدیث نبویؐ)

ابتلاؤں، بیماریوں اور پریشانیوں کو ٹالنے کا بہترین ذریعہ دعا اور صدقات ہیں۔اپنے صدقات امداد مریضاں کی مد میں جمع کروائیں جس کی بدولت ہر سال ہزاروں نادار مریضوں کا مفت علاج ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

خطبہ جمعہ

ذکر الٰہی زبان پر بھی اور دل میں بھی بسا ہو پھر آپ خدا کی طرف بلانے والے ہوں تو آپ کی دعوت میں ایک عظیم شان پیدا ہو جائے گی- ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جائے گی کہ کوئی دنیا کی طاقت اس کو رڈ نہیں کر سکے گی

ذکر الٰہی کی جان محبت ہے- نمازیں ذکر کا معراج ہیں- ذکر الٰہی کے لئے نماز ایک برتن ہے- اپنی نمازوں میں خدا کی یاد کا دودھ بھریں

فرنچ سپیکنگ احمدی اردو سیکھیں- جو انگریز ہیں ان کو بھی اردو سیکھنی چاہئے اور یہی خالص مقصد رہنا چاہئے کہ وقت کے امام کی زبان اردو ہے- اور اگر ہم اس میں مہارت حاصل کریں گے تو اپنی زبان میں دین کی بہتر خدمت کر سکیں گے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع فرمودہ 25/ مارچ 1994ء بمطابق 25 امان 1373 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ المنافقون کی آیت 10 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ :-

ذکر الٰہی پر خطبات کا ایک سلسلہ چل رہا تھا جو بیچ میں بعض دوسرے موضوع پر خطبات کے نتیجہ سے منقطع ہوا تھا- اب اس کے غالباً تھوڑے حصے باقی ہوں گے کیونکہ جو بھی میں نے اس کے نوٹس تیار کئے تھے ان پر میں نے نظر ڈالی ہے- اب غالباً ایک دو خطبوں کا مضمون اس سلسلے میں باقی ہوگا- ذکر الٰہی کا مضمون تو لا متناہی ہے مگر جن مختلف پہلوؤں سے جماعت کے سامنے اسے پیش کرنا چاہتا تھا وہ پہلو اب انشاء اللہ ایک دو خطبوں میں ختم ہو جائیں گے- پھر اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی جس عبارت سے میں نے یہ مضمون اخذ کیا تھا اس عبارت کا آخری جملہ جو ہے اس کی تشریح میں پھر میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک نیا سلسلہ شروع کروں گا-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں اموال یا تمہاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں-(-) جو ایسا کرے گا وہ لوگ یقیناً گھاٹا پانے والے ہوں گے-

پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) اس شخص سے تو منہ موڑ لے جو اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا- (-) اور دنیا کے سوا اس کی کوئی بھی خواہش نہیں (ارادہ کا لفظ استعمال ہوا ہے) مراد اس سے یہی ہے کہ اس کی مراد دنیا رہ گئی ہے- اس کے سوا اس کی کوئی مراد نہیں- (-) ان کے علم کا منتہیٰ یہ ہے- جو علم کی پونجی ان کی ہے بس یہی کچھ ہے کہ دنیا کما لو اور سب کچھ حاصل ہو گیا- (ذٰلك مبلغهم من العلم) میں درحقیقت اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ تمام انسانی علوم جو خدا کی یاد سے غافل ہوں ان کے وہ تمام علوم تمام تر دنیا کمانے کے لئے خرچ ہوتے ہیں اور اس پہلو سے آپ غیر مذہبی دنیا کے حالات کا جائزہ لے کے دیکھیں تمام تر علوم دنیا کمانے کے لئے خادم بنائے گئے ہیں اور کوئی بھی ایسا علم نہیں جو انسان کو خدا کی طرف لے جانے میں مدد کرے- پس (-) میں یہ بتایا ہے کہ ان کے علوم کا منتہیٰ یہ ہے- جب یہ سائنسی تحقیقات کرتے ہیں تو ان کے پیچھے بھی دنیا کمانے کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور بڑی بڑی کمپنیاں اربوں روپیہ اس بات پر خرچ کرتی ہیں کہ کوئی چیز نئی ان کے سامنے آئے اور وہ سارا Trade Related ریسرچ پروگرام ہے- یعنی دوسری دنیا سے تجارتیں کرتے ہیں اس کو ٹریڈ (Trade) کہتے ہیں اور چونکہ ٹریڈ کے ذریعہ یہ بہت بڑی دنیا کی دولتیں کھینچتے ہیں اس لئے بہت بڑی بڑی ایجادات اسی مقصد سے ہیں کہ کسی طرح دنیا کمائی جائے- یہاں تک کہ اب بیماریوں میں بھی جتنی ایجادات ہیں ان کے تعلق میں جو ریسرچ ہو رہی ہے اس میں سے شاید ہی کوئی ایسی ہو جو مرض دور کرنے کی خاطر ہو- ورنہ اصل مقابلہ یہ ہے کہ کون پہلے ایسی دوا ایجاد کرے کہ جس کا کوئی مقابلہ دنیا میں نہ ہو اور تمام تر دنیا کی دولتیں ہم سمیٹ لیں- اگر یہ مقصد پیش نظر نہ ہوتا تو ایڈز (Aids) پر جو اب خرچ کرتے ہیں یہ بھی نہ کرتے- آخری مقصد ہر علم کا دنیا کمانا بنا ہوا ہے-

(اس موقعہ پر کسی فنی خرابی کی وجہ سے چند جملے ریکارڈ نہیں ہو سکے-)

(-) علم کے تعلق سے یہاں اعلم کا لفظ بولا گیا- یعنی ان کے علم کا تو یہ حال ہے- اللہ کے علم میں بہت باتیں ہیں اور اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے اس شخص کو جو اپنی راہ سے بھٹک گیا ہو- (-) اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے رستے پر ہو- تو مراد ہے یہ ضالین لوگ ہیں' گمراہ ہیں' رستے سے ہٹے ہوئے ہیں' ان کو اپنی بھی خبر نہیں ہے- جو علم تھا وہ دنیا کا نوکر کر دیا- اس لئے ان آیات میں اعراض کا مضمون کھول دیا گیا ہے کہ کیوں ان سے کنارہ کش ہو-

قرآن کریم نے پہلے فرمایا' جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی' کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں- خیال پیدا ہوتا ہے کہ اولاد زیادہ اہمیت رکھتی ہے' اموال کا ذکر پہلے کیوں فرما دیا- تو اس دوسری آیت نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ انسان کی زیادہ تر جدوجہد اموال کمانے میں ہے اور اولاد' اموال کے مقابل پر ایک ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے- جتنا انسان کے ذہن میں اموال گھوم رہے ہیں اس سے بہت کم اولاد گھومتی ہے- لیکن بعض سورتوں میں بعض لوگ اولاد پرست بھی ہوتے ہیں اس لئے وہ بہرحال استثناء ہیں- ان کے ذہن میں ہر وقت اولاد کا تصور گھوم رہا ہوتا ہے- لیکن حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیں اب تو مال کی محبت اتنی بڑھ چکی ہے کہ ساری دنیا میں آپ کو زیادہ تر لوگ مال کی محبت میں اتنا گم دکھائی دیں گے کہ اولاد کی ہوش نہیں رہتی- مجھ سے جو لوگ ملنے آتے ہیں بعض دفعہ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور بیگم سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا کر رہی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دونوں کما رہے ہیں- اور بعض دفعہ یہ مجبوری کے پیش نظر ہوتا ہے- بعض غریب لوگ آتے ہیں انہوں نے قرضے اٹھائے ہوتے ہیں- انہوں نے اپنی حالت ہی کو درست نہیں کرنا بلکہ پچھلے رشتہ داروں کی بھی مدد کرنی ہے اس لئے وہاں یہ بات قابل

پبلشر آغا سیف اللہ' پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

فہم ہے- وہاں ایک اعلیٰ مقصد ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ دنیا کمانے پر مجبور ہیں- لیکن میں ان کی بات نہیں کر رہا' ایسے لوگوں کی بات کر رہا ہوں جن میں سے ہر ایک اپنی ذات میں اتنا مستغنی ہے یعنی خدا تعالیٰ کے فضل سے دولت کماتا ہے اور رکھتا ہے کہ اولاد کو ترک کر دینا اس کی کوئی مجبوری نہیں ہے- لیکن جب میں پوچھتا ہوں کہ بچوں کا کیا کرتے ہیں؟ تو جی بچوں کے لئے ہم نے بے بی سٹر (Baby Sitter) رکھا ہوا ہے- اب جس کے بچے بے بی سٹر (Baby Sitter) کے سپرد ہو جائیں اور وہ آپ دنیا کی دولت کے سپرد ہو جائے اس بے چارے کی اولاد کا کیا بنے گا-

ایک دفعہ مجھے مشرق وسطی سے ایک فون آیا کہ جی میں ایک کام کرتی ہوں سنا ہے آپ ناراض ہیں- میں نے کہا تمہارا نام لے کے تو ناراض نہیں ہوں مگر تمہارے حالات میں جانتا ہوں' تمہارا خاوند اچھا بھلا کماتا ہے' تمہیں خدا نے بہت پیاری اولاد بخشی ہے تو کیوں تم اس کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے بھاگ رہی ہو- اس نے کہا میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گی- **تو دنیا سے جو وسیع تعلق ہے خلافت کا اس کے نتیجے میں ساری دنیا ایک خاندان کی طرح بنی ہوئی ہے اور سب بے تکلف بات کرتے ہیں اور باتیں پہنچاتے ہیں-** اسی لئے ان امور پر جتنی نظر خلیفۂ وقت کی ہو سکتی ہے' خواہ کوئی بھی خلیفہ ہو بعد میں آنے والا یا پہلے گزرا ہوا' اتنی دنیا میں کسی اور منصب کو یہ معلومات نصیب نہیں ہوتیں کیونکہ وہ ایک ذاتی تعلق سے جستجو بھی کرتا ہے اور لوگ از خود بھی اس تک اپنے حالات پہنچاتے ہیں- ان کی روشنی میں وہ انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والے مسائل جو شاید بعض دوسروں کے لئے حل کرنا دوبھر ہوں' ان پر مشکل ہوں' لیکن یہ تمام جماعت کی مدد سے ازخود آسان ہوتے چلے جاتے ہیں- پس یہاں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (-) یہ کسی حکمت کے پیش نظر ہے' یونہی اتفاقاً اموال کو پہلے اور اولاد کو بعد میں نہیں رکھا گیا- اور ساتھ ہی دوسری آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کا اس سے گہرا تعلق ہے- فرمایا (-) کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے ذکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی مراد صرف دنیا رہ جاتی ہے- یہاں اولاد کا بھی ذکر نہیں کیا آخری منتہیٰ بعض وجودوں کا صرف دنیا رہ جاتی ہے اس کے سوا کوئی ہوش نہیں رہتی- بلکہ ایسے باپ بھی دیکھے گئے ہیں جو کروڑ پتی ہوتے ہیں اور اپنی اولادوں کو پیچھے پھینک دیتے ہیں اور ان سے وہ اگر بیچ میں سے کچھ حاصل کرنا چاہیں تو ان کو تکلیف پہنچتی ہے- اولاد کو دھکے دے کر خود برباد کر دیتے ہیں- تو یہ وہ آخری مقام ہے جہاں انسان اپنی ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے (-) ان سے تعلق جوڑو گے تو پھر تمہارا بھی یہی حال ہو جائے گا- (-) ان کا علم بھی سب کچھ دنیا کا خادم ہو چکا ہے- ان سے کیوں تم تعلق نہیں توڑتے- (-) پس حکم ہے کہ ایسے لوگوں سے اپنے تعلقات توڑ لو' ان سے الگ ہو جاؤ- کیونکہ جو نقشہ کھینچا گیا ہے ان لوگوں کا ہے جنہوں نے خدا سے تعلق توڑ لیا ہے اور کلیتہً دنیا کے ہو گئے ہیں- ان سے اگر میل جول بڑھاؤ گے' ان سے تعلقات رکھو گے تو تم پر بھی' تمہاری اولادوں پر بھی' دنیا کے بداثرات اس حد تک غالب آ سکتے ہیں کہ تمہیں انہی کی طرح دنیا کمانے کا شوق ہو جائے اور انہی کی طرح اپنی بڑائی ان باتوں میں دیکھو جو باتیں اللہ کے نزدیک بے معنی اور عارضی اور سطحی ہیں- اور اہل خرد جو خدا تعالیٰ کا تصور اور اس کی یاد رکھتے ہیں ان کے نزدیک یہ شیخیوں کی باتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں کہ کتنا کسی نے کیا کر لیا اور کس طرح وہ رہا- یہ عارضی دنیا کی باتیں ہیں اور ان پر لذتیں لے لے کر یا فخر سے انسان کا بیان کرنا یہ اس کی اپنی پستی کی علامت ہے- پس فرمایا کہ ایسے لوگوں سے تعلق رکھو گے تو خطرہ ہے کہ تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے- یہ کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے' کوئی بائیکاٹ نہیں ہے بلکہ ایک اور پہلو بھی اس میں ہے یعنی ایک تو بچنے کا پہلو ہے دوسرا خدا تعالیٰ کی محبت کا پہلو ہے جو ذکر الٰہی کی جان ہے-

ایک شخص جس کا ذکر' اللہ ہو' جس کی محبت اللہ کے ساتھ ہو' وہ ایسی مجلس میں کیسے بیٹھ سکتا ہے جس کا ذکر دنیا ہو اور دنیا ہی اس کی محبت ہو- تھوڑی دیر کے بعد طبیعت منقبض ہو جائے گی- انسان کہے گا کہ کیسی باتیں کر رہے ہیں- جو پیاری چیز ہے' سب سے زیادہ عشق کے لائق چیز ہے اس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے- اللہ کا ذکر کریں گے تو ان کی آنکھوں سے یوں لگے گا جیسے روشنیاں بجھ گئی ہوں اور دنیا کی باتیں کریں تو ایک دم دلچسپی شروع ہو جائے گی- ان کے ساتھ طبعاً جوڑ ہی کوئی نہیں ہے تو فاعرض میں صرف حکم کے معنی نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کی روح بھی بیان فرما دی کہ تم اللہ سے محبت کرنے والے لوگ ہو تمہارا ان لوگوں سے دل کیسے لگ سکتا ہے- اور پھر محبوب کی غیرت کا بھی سوال ہے- جس پیارے سے ان لوگوں نے منہ موڑ لیا ہے تم ان کے خوف سے ان سے منہ نہیں موڑ سکتے- اگر ان کا تعلق اور ان کی رضا تم پر اتنی غالب ہے کہ ان سے تم منہ نہیں موڑ سکتے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ خدا سے تمہارے تعلق کے دعوے جھوٹے ہیں- ان معنوں میں اس مضمون کو سمجھیں- لیکن اس کا غلط مطلب نہ لیں کیونکہ ظاہری تعلق اور ہمدردی بنی نوع انسان میں یہ احکامات مانع نہیں ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر غور کریں تو ہر چھوٹے بڑے سے آپ کا تعلق تھا- یہاں وہ تعلق مراد نہیں ہے- جن معنوں میں تعلق توڑنے کا حکم ہے اس معنے میں یعنی اس معنے کے اظہار میں ایک بہت فصاحت و بلاغت ہے-

(-) یعنی تمہارا قبلہ اور ہو جائے' تمہارا رخ بدل جائے- ان کی طرف پیٹھ کر لو جنہوں نے خدا کی طرف پیٹھ کی ہوئی ہے اور اپنا قبلہ درست رکھو- پس ان کے مقاصد میں ان کے شریک نہ ہو- ان سے ایسا پیار کا تعلق نہ باندھو کہ تمہارا بھی وہی قبلہ دکھائی دینے لگے جو ان کا قبلہ ہے- تمہاری بھی وہ تمنائیں بن جائیں جو ان کی تمنائیں ہیں- وہی مرادیں تمہاری ہو جائیں جو ان کی مرادیں ہیں- پس ان معنوں میں ذکر الٰہی کا ایک تقاضا ہے جس کے نتیجے میں ہمیں اپنی مجالس کو درست کرنا چاہئے اور اگر مجالس درست نہیں ہیں تو اس آئینے میں اپنا منہ دیکھنا چاہئے- کیونکہ یہ آیت کا آئینہ اتنا شفاف ہے اور اتنا کھلا کھلا ہے کہ آپ کے دل کے پاتال تک آپ کی تصویر آپ کو دکھاتا ہے- پس جہاں طبعی طور پر بعض لوگ بعض خاندانوں کی طرف اس لئے دوڑتے ہیں کہ وہ دولتمند ہیں اور اس کے سوا ان کے پاس بیٹھنے میں ان کو کوئی مزہ نہیں- بعض ایسے خاندان بھی ہوتے ہیں ایسے امراء بھی ہوتے ہیں جن کی دماغی حالت اتنی پست ہوتی ہے اور ان کے ذوق اتنے گھٹیا ہوتے ہیں کہ ان کے پاس چند منٹ بیٹھنا بھی ایک عذاب بن جاتا ہے- ایسے لوگوں کے پاس بعض دیکھے ہیں جو دن رات وہاں بیٹھے رہتے ہیں اور صرف یہ مزہ آ رہا ہے کہ ایک امیر کے ساتھ ہمارا تعلق ہے اور دنیا دیکھے گی کہ ان کے ساتھ اس کا آنا جانا ہے' ان میں اٹھنا بیٹھنا ہے- تو یہ اس حکم کے منافی ہے اور یہ مراد ہے کہ ان میں عزتیں نہ ڈھونڈو' ان کے ساتھ تمہاری لذتیں وابستہ نہیں ہیں' نہ ہو سکتی ہیں- ان کے ذوق مختلف ہیں' ان کے قبلے الگ ہیں- پس اللہ کے ذکر کے تقاضوں کو ایک عاشق کی طرح پورا کرو اور جس طرح محبت کرنے والا یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کا ذکر خیر کرنے والے لوگ ہوں ان میں بیٹھ کر وہ لذت پاتا ہے اسی طرح اپنے لئے صحبت صالحین اختیار کرو- یعنی خلاصتہً آخری بات یہ بنتی ہے مگر صحبت صالحین کا مضمون نسبتاً خشک ہے یہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے یا دوسرے لفظوں میں بہت گہرا مضمون ہے کہ جہاں محبت ہے وہیں بیٹھو' ان لوگوں میں بیٹھو جن کو اس سے محبت ہے جس سے تمہیں محبت ہے- اور یہ ایک طبعی بات کا تقاضا ہے کوئی بیرونی حکم نہیں ہے- اگر اس کو نہیں سمجھو گے تو ضائع ہو جاؤ گے اور رفتہ رفتہ تمہارا رخ پلٹنے لگے گا-

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں- یہ روایت مجمع البیان فی تفسیر القرآن سے لی گئی ہے زیر تفسیر سورۃ الجمعہ- نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے خدا کو بازار میں یاد کیا جب کہ لوگوں کو ان کی تجارت اور دیگر کاموں نے خدا سے غافل کر دیا ہو اس شخص کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی بخشش کا سلوک فرمائے گا جس کا خیال بھی کسی دل پر نہیں گزرا-''

اس حدیث کا مضمون چونکہ اس آیت کریمہ سے وابستہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس لئے قطع نظر اس کے کہ یہ کتاب نسبتاً ثانوی حیثیت کی معتبر کتاب ہے یا اس کے راوی مضبوط ہیں کہ نہیں یہ بنیادی اصول تسلیم کے لائق ہے کہ جس حدیث نبوی کی بنیاد کسی قرآنی آیت میں دکھائی دے جائے اس کو یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا راوی کمزور ہے- اور اس حدیث کی تو بڑی کھلی کھلی بنیاد اس آیت کریمہ میں نظر آ رہی ہے- بازاروں میں جب کہ تجارت کا ماحول ہے لوگ جو بازار سے سودا خریدنے جاتے ہیں کم ہی ہوں گے جنہیں خدا یاد آتا ہوگا- عورتیں ہیں ان کو کسی اور عورت کے کپڑے یاد آ رہے ہوتے ہیں کہ ایسی چیزیں میں نے وہاں دیکھی تھیں- اگر وہ فرنیچر کی دکان میں ہیں تو کسی کے گھر کا فرنیچر یاد آ رہا ہوتا ہے کہ اتنا اچھا ہم نے وہاں دیکھا تھا' اس سے بڑھ کر خوبصورت چیز خریدیں- غرضیکہ ہر شخص کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق کچھ چیزیں ضرور یاد آتی ہیں اور وہ شاپنگ میں یعنی سودا خریدنے میں اس کے لئے راہنمائی کا کام کر رہی ہوتی ہیں- گویا ایک دوست اندر اندر ان کو مشورے دے رہا ہوتا ہے کہ ہاں یہ ویسی ہی چیز ہے' یہ ویسی ہے یا ویسی نہیں ہے اس لئے اس معاملہ میں یہ طریق کار اختیار کرنا چاہئے- تو ہر شخص اپنے جذبات' اپنے دماغ کا تجزیہ کر کے دیکھے تو وہ معلوم کرے گا کہ جو میں بتا رہا ہوں بالکل درست اسی طرح ہوتا ہے- خدا کو کتنے یاد کرتے ہیں یا خدا سے غافل لوگوں کو دیکھ کر کتنے ہیں جن کے دل میں درد پیدا ہو جاتا ہے- یہ کیسی دنیا ہے' دنیا کے ہنگامے' تجارتوں میں مصروف' تجارتوں کی خاطر جھوٹ بولے جا رہے ہیں' ملمع کاریاں ہو رہی ہیں اور اس طرح گرتے ہیں جیسے مکھی گند پر گرتی ہے- اس طرح لوگ ان چیزوں پہ ٹوٹے پڑتے ہیں گویا کہ ساری زندگی' ساری ان کی کائنات یہی کچھ ہے- (-) ایسی صورت میں خدا کو کون یاد کرتا ہے- حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہاں یاد کرو گے اور طبعاً محبت سے یاد کرو گے تو پھر پتہ چلے گا کہ حقیقی عاشق کون ہے- پھر اس چھوٹی سی نیکی کا جو بظاہر بے محل ہے' محل کی نیکی سے بھی زیادہ شمار ہوگا- کیونکہ جب نماز کے لئے آپ بیت الذکر میں آتے ہیں تو وہاں خدا ہی کو یاد کرنا ہے- مگر وہاں بھی بعض لوگ بازار ہی یاد رکھتے ہیں- یہ بھی ایک بات ہے اس لئے ان موقعوں پر اپنے ذکر الٰہی کی نگرانی کریں اور ان کی حفاظت کریں-

یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شخص کو بیت الذکر میں بازار یاد آ جائے وہ گنہگار ہے- مختلف مراحل ہیں' سلوک کی منزلیں ہیں- تعلق ایک طرف سے ٹوٹتے ٹوٹتے' ٹوٹتے ہیں' دوسری طرف جڑتے جڑتے' جڑتے ہیں- اس لئے کوئی بعید نہیں کہ ایک انسان نیک متقی ہو اور نیت یہی ہو کہ وہ ذکر سے اپنے رب کو کمائے مگر دنیا کے تعلق پھر حملہ کر کے بار بار اس پر یورش کرتے ہیں اور اسے غافل کر دیتے ہیں- لیکن ایک جہاد کی ضرورت ہے' ایک ایسے جہاد کی جس کے لئے آپ اپنی تمام صلاحیتوں کو مستعد کر لیں اور یاد رکھیں کہ یہ حملوں کے مقامات ہیں- پس جس کو بازار میں خدا یاد آتا ہے اس کی نیکی اس لئے زیادہ ہے کہ اسے بیت الذکر میں بازار کیسے یاد آ سکتا ہے- اس کی تو یہ شان ہے کہ جہاں دنیا خدا بھول جاتی ہے وہاں اس نے خدا کو یاد رکھا تو جہاں جاتے ہی خدا کو یاد کرنے کے لئے ہیں اس بے چارے کو وہاں کہاں بازار یاد آ جانا ہے- اس لئے یہ اس کنارے کی بات ہے جہاں خدا کا ذکر عموماً نفسیاتی کیفیتوں کے مطابق نہیں ہوتا- ایسی حالت میں جو نیکی ہے وہ یقیناً بہت بڑا مرتبہ رکھتی ہے- پس یہ کوئی مبالغہ آمیز روایت نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب فرما دی گئی ہو- یہ ان روایتوں میں سے ہے جہاں ایک نیکی کو ہزار نیکی کہا جائے تو ہرگز بعید نہیں ہے-

پھر اس کے ساتھ جو مزید عنایت ہے وہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی بخشش کا سلوک فرمائے گا جس کا خیال بھی کسی دل پر نہیں گزرا"- اب یہ الفاظ بھی جیسا کہ احادیث کو بار بار پڑھنے سے انسان سچی اور پاک احادیث کے مضمون سے ہم مزاج ہو جاتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ الفاظ بھی یقیناً حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہیں- ایسے بازار کی بات ہو رہی ہے جہاں لوگوں کے دل میں خدا کا خیال ہی نہیں گزرتا تو اس کے مطابق خدا کی شان مغفرت اس طرح ظاہر ہوتی ہے- فرماتا ہے میں تمہارے سے ایسی بخشش کا سلوک کروں گا کہ کسی انسان کا خیال بھی نہیں جا سکتا- جہاں کسی انسان کا خیال نہیں جا سکتا تھا تم نے مجھے یاد کیا اب میں تم سے وہ سلوک کروں گا کہ کسی انسان کا' تمہارا بھی' خیال نہیں جا سکتا کہ میں کیسے کیسے تم سے مغفرت کا سلوک فرماؤں گا- اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس ضمن میں انسان اگر اپنے گناہوں پر نظر ڈال کر دیکھے تو پورے گناہوں پر اس کا احاطہ ہی نہیں ہو سکتا- زندگی کا اکثر حصہ ایسا ہے جس میں کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہوتے ہی رہتے ہیں- پس وہ ساری چیزیں جو نظروں سے اوجھل تھیں وہاں ان کے لئے استغفار کر ہی نہیں سکا- جب استغفار کرتا ہے تو بعض موٹے موٹے گناہ' بعض بڑی بڑی غلطیاں اور خاص طور پر وہ جو تازہ ہوں اور ان سے بھی بڑھ کر وہ جن کے پکڑے جانے کا خطرہ ہو وہاں تو انسان خوب استغفار کرتا ہے لیکن جہاں دنیا کی نظر میں نہ پکڑا گیا ہو اور خدا کی پکڑ کی نظر باقی ہو وہاں دل میں وہ جوش ہی نہیں پیدا ہوتا- اکثر لوگ عموماً استغفار کے لئے اس وقت لکھتے ہیں جس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ جب ابھی دنیا کی پکڑ کا خوف ان کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہوتا ہے اور ایسا گھبرا گھبرا کر پھر خط لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اگر ان کو یقین ہو جائے کہ دنیا معاف فرما دے گی تو پھر وہ جو اللہ کے لئے بخشش کی بے حد طلب پیدا ہوئی ہے وہ نرم پڑ جائے گی- یعنی شکر ہے الحمدللہ بات ٹل گئی اب اللہ معاف فرمائے' نہ فرمائے یعنی منہ سے تو نہیں کہیں گے لیکن اپنی نفسیاتی کیفیت کا جائزہ لیں تو بات تو یہی بنتی ہے- اس کے سوا بات کوئی نہیں ہے- تو ان کے لئے بھی دعا تو کی جاتی ہے لیکن یہ بھی دعا ہوتی ہے کہ اللہ ان کو مستقل اپنی مغفرت کی طرف متوجہ فرما لے اور وہ گناہ جن میں دنیا کی پکڑ سے بچ نکل چکے ہیں' جو ماضی کا حصہ بن چکے ہیں ان میں بھی یہ خدا کی طرف مغفرت کے لئے مائل ہوں اور استغفار کریں- بہر حال ذکر الٰہی کا جو بازار سے تعلق تھا اس سے متعلق میں نے آپ کے سامنے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو حدیث رکھی ہے اس میں ذکر الٰہی کے تعلق میں بہت ہی گہرا اور پیارا مضمون ہے اور اس کا بخشش سے تعلق بھی ظاہر فرمایا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کا بخشش سے ایک تعلق ہے-

اب میں حضرت مسیح موعود کا ایک اقتباس اس ضمن میں پیش کرتا ہوں- آپ فرماتے ہیں:

"دوسرے یہ بات حال والی ہے' قال والی نہیں- جو شخص اس میں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے- اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے- اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا"-

ذکر الٰہی کا استغفار سے ایک بڑا گہرا تعلق ہے جس تعلق کو حضرت مسیح موعود یوں بیان فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ان کو نہیں سوجھ سکتیں جو ان حالات سے گزرے نہ ہوں- جو ان حالات سے گزرتے ہیں وہی اس معرفت کو پاتے ہیں اور وہی ہیں جو بیان بھی کرنے کا حق رکھتے ہیں- ایک ایسا شخص جو خدا کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھ رہا ہو اسے غلطی کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی- جو ہر وقت سامنے دیکھے کوئی نگران میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اسے کیسے توفیق مل سکتی ہے یا جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی نافرمانی کرے جس کو مقتدر ہستی سمجھتا ہے' سب سے غالب اور پکڑ میں سب سے سخت بھی سمجھتا ہے- تو خدا سے غیوبیت ہے جو گناہ کرواتی ہے اور مومن بھی ہر حال میں ہر وقت خدا کے سامنے نہیں رہتا یعنی خدا کے سامنے تو رہتا ہے لیکن اپنی دانست میں خدا کے سامنے نہیں رہتا- اس لئے گناہ غیوبیت کا نام ہے- دراصل خدا سے دوری کا نام ہی گناہ ہے- وہ دوری عارضی ہو تو عارضی گناہ ہے- وہ دوری مستقل بن جائے تو ہمیشہ کا گناہ ہے' ساری زندگی گناہ بن جاتی ہے- حضرت مسیح موعود کی جو نظم ہم اکثر سنتے ہیں "سبحان من یرانی" اس میں یہی مضمون ہے- ہر نعمت کے ذکر کے بعد یہ فرمایا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے- پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھ رہی ہے- پس اس نظم کو پڑھیں اور بار بار پڑھ کے دیکھیں پھر اس فقرے کی سمجھ آئے گی کہ "دوسرے یہ بات حال والی ہے' قال والی نہیں"- میں جو کہہ رہا ہوں اس حالت سے گزر رہا ہوں کہ ہر وقت میرا خدا

مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے جلال کے سامنے میں زندگی بسر کر رہا ہوں- میری مجال کیا ہے کہ میں کوئی گناہ کروں-

پس اس حال کے مطابق میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ ذکر الٰہی کا بڑا فائدہ اور بہت بڑی منفعت اس بات میں ہے کہ انسان خدا کی روشنی کے سامنے زندگی بسر کرتا ہے اور اس سے اس کے گناہ کٹ جاتے ہیں- فرماتے ہیں:

''اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اور اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا- تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے ایک تاجر نے ستر ہزار کا سودا لیا اور ستر ہزار کا دیا مگر ایک آن بھی خدا سے جدا نہ ہوا- پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا (-)

اسی آیت کی تفسیر ہے جو میں نے پڑھی تھی- اسی تفسیر کے تعلق میں حدیث نبوی بیان کی جس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ بازار میں یاد کرنے والے کا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی مضمون مسیح موعود تذکرۃ الاولیاء کے حوالے سے یوں بیان فرماتے ہیں- ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ستر ہزار کا دیا اور ستر ہزار کا لیا- یعنی سودا ایسا کیا کہ کچھ خریدا اور کچھ بیچا- لیکن ایک آن بھی خدا کے خیال سے غافل نہیں رہا- اب ایسا شخص جب تاجر بنتا ہے تو تجارت کی دنیا میں امن کی ضمانت ہو جاتی ہے اور اگر سارے تاجر ذکر الٰہی کرنے والے ہوں تو سارے خوف جو تجارت سے تعلق رکھتے ہیں دنیا سے اٹھ جائیں اور مال بجائے اس کے کہ دنیا کمانے کا ذریعہ بن جائے اللہ تعالیٰ کمانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن جاتا ہے- کیونکہ ایسا شخص جو ذکر الٰہی کرتے وقت سودا کرتا ہے اس کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ساتھ ساتھ جھوٹ بول رہا ہو کہ خدا کی قسم میں نے تو اتنے کا خریدا تھا' میں تمہیں اتنے میں بیچ رہا ہوں- اور یہ جو منظر ہے یہ آپ کو بعض مسلمان ممالک میں بھی عام دکھائی دیتا ہے اور بڑی دردناک بات ہے کہ مسلمان ممالک میں دوسروں سے زیادہ پایا جاتا ہے- کیونکہ باقی تو خدا کے ذکر سے اتنا دور جا چکے ہیں کہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے جھوٹ بولنے کے لئے بھی خدا یاد نہیں آتا- لیکن مسلمانوں بے چاروں میں اتنی بات تو ہے کہ جھوٹ کے وقت' ذاتی غرض کے لئے خدا ضرور یاد آ جاتا ہے' کچھ تو ہے بہر حال- گرچہ ہے کس کس برائی سے بھلے بایں ہمہ- برائی سے ہی لیتے ہیں مگر نام تو یاد رکھتے ہیں اللہ کا- تو برے وقتوں میں ہی سہی مگر جب جھوٹ کے لئے اور فساد کے لئے اور دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے خدا کا نام لیا جائے تو ایک بڑی مکروہ حرکت ہے' بہت بڑا گناہ ہے- لیکن ایسا ہوتا ہے- تو ان معنوں میں یاد نہیں کرنا جن معنوں میں خدا کا نام لے کر قسمیں کھا کر جھوٹے سودے بیچتے ہوں- ان معنوں میں یاد کرنا ہے کہ خدا کو سامنے دیکھنا ہے جیسا کہ مسیح موعود نے لکھا ہے اور پھر جو سودا کریں گے وہ ہر سودا سچا سودا ہوگا- اس میں کوئی کھوٹ نہیں ہوگی' کوئی دھوکہ شامل نہیں ہو سکتا- تمام دنیا کے تجارتی تعلقات اگر اصلاح پذیر ہو جائیں تو باقی معاملات میں بھی دنیا میں امن آ جائے گا کیونکہ اصل انسان کا جو سب سے اعلیٰ مقصد ہے وہ اپنی بقا کے لئے زیادہ سے زیادہ ذرائع اکٹھے کرنا ہے اور تجارت اس میں ایک بہت بڑا ذریعہ ہے- صرف ایک نہیں تجارت کی بنیاد تو بہر حال ایگریکلچر پر بھی ہے اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ جو دنیا کے تعلقات ہیں ان میں تجارت ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو ہل چلاتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں اور جب دانے پھینک رہے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں' جب اپنی فصلوں کو اگتی ہوئی دیکھتے ہیں تو ان کی روئیدگی کو دیکھ کر بھی ان کو خدا یاد آتا ہے جب ان میں کوئی بیماری پڑتے دیکھتے ہیں تب بھی دعائیں کرتے ہیں اور ان کو خدا کے فضلوں کا پانی بھی دیتے ہیں' صرف عام پانی نہیں دیتے- ان معنوں میں پھر ساری زراعت بھی ذکر الٰہی سے معمور ہو جاتی ہے-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے- پہلے بھی غالباً بیان کر چکا ہوں- ایک دفعہ سندھ میں آپ دورے پر گئے تو بعض بہت اچھے اچھے مینیجر تھے اور ایسے تجربہ کار' تعلیم یافتہ جن کی فصلیں نمایاں طور پر ان کے علم اور تجربے کی مناسبت سے اچھی ہونی چاہئے تھیں مگر ان کے مقابل پر ہمارے مولوی قدرت اللہ صاحب بھی محمود آباد میں مینیجر تھے- ان کی فصلیں دیکھیں تو لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب اور جو دوسری فصلیں اردگرد زمینداروں کی نہ وہ مقابلہ کر رہی تھیں نہ دوسرے مینیجروں کے نیچے پلنے والی فصلیں- تو حضرت مصلح موعود نے تعجب سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ نے کیا ترکیب کی ہے- آپ تو مولوی کہلاتے ہیں آپ کو تو کوئی اتنا بڑا زراعت کا تجربہ بھی نہیں' آپ کی اچھی ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی آپ سے کم تر ہیں- انہوں نے کہا صرف ایک بات ہے کہ میں نے ہر کھیت کے کونے پر نفل پڑھے ہیں- ایک ایک کھیت پر دعائیں کی ہیں اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا- اس کو کہتے ہیں ذکر الٰہی- وہ تجارت میں بھی ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں' کھیتی باڑی میں بھی ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں- اور مولوی منشی عبداللہ صاحب جو مولوی عبداللہ صاحب کہلاتے تھے ان کا ذکر الٰہی دعوت الی اللہ میں ڈھلا ہوا تھا- دن رات دعوت الی اللہ کرتے تھے- حضرت مصلح موعود بتایا کرتے تھے کہ جب وہ کھیت میں ہل چلا رہے ہوتے تھے تو کسی کو بلا لیتے تھے کہ بھئی یہ کتاب تھوڑی سی پڑھ کر سنا دو میں تو ہل چلا رہا ہوں تو تم یہ پڑھو- اور کبھی کسی ہل چلاتے ہوئے کے پاس چلے جایا کرتے تھے کہ اور اس کو کہتے تھے کہ تمہیں پڑھنا لکھنا آتا ہے- میں تمہارا ہل چلاتا ہوں تم یہ کتاب پکڑ لو اور یہ مجھے سناؤ- اور حضرت مسیح موعود کی کوئی تازہ تحریر ''الحکم'' کی کوئی عبارت وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے اور اس طرح اللہ کے فضل سے ان کو بڑے پھل لگے ہیں- ہر سال سو بیعتوں کا وعدہ کروایا اور تا دم آخر اس پر قائم رہے اور ضرور وعدہ پورا کر دیا کرتے تھے-

آج کل دوست مجھ خط لکھ رہے ہیں کیونکہ بہت سی جماعتوں میں دعوت الی اللہ کا ایسا رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ کثرت سے لوگوں نے وعدے کئے ہیں کہ ہم اتنے احمدی ضرور بنائیں گے- جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی توفیق سے بہت بڑھ کر سابق سالوں میں اپنے وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائی نتیجہ یہ نکلا کہ اب انہوں نے اور بھی بڑھا چڑھا کر وعدے کر لئے ہیں کہ جی اللہ پہ توکل ہے اور اس توکل کی ایک بنا ہے- پہلے جب انہوں نے وعدے کئے تھے تو ان وعدوں کے مطابق محنت کی تھی اور محنت سے آگے جو بات پڑی ہوئی تھی' جو ان کی محنت کی حد سے باہر تھی وہ خدا نے ان کو پہنچا دی' اپنے فضل سے عطا کر دی تو ان کا حق ہے کہ بڑھ چڑھ کر وعدے کریں- جو طاقت ہے وہ محنت کر رہے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ باقی دعا سے کمی پوری ہوگی اور بعض لوگ ہیں جو دعا کے لئے لکھ رہے ہیں لیکن ساتھ محنت کوئی نہیں- تو میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگر خدا ایک زمیندار کی کھیتی میں دعاؤں کی برکت سے عام دنیا کے قانون سے ہٹ کر غیر معمولی برکت دے سکتا ہے' اگر ایک احمدی تاجر کی تجارت میں اس کی دعا اور ذکر الٰہی کی برکت سے غیر معمولی برکت ڈال سکتا ہے تو وہ اپنے کام میں کیوں برکت نہیں ڈالے گا- یہ زُرّاع تو وہ ہیں جو اس کی کھیتی لگا رہے ہیں' اس کے بیج بو رہے ہیں- پس ذکر الٰہی کے ساتھ یہ بیج بوؤ اور محنت کرو اور پھر دعائیں کرو تو ہرگز بعید نہیں کہ جن باتوں کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے' جن اعداد و شمار کو پورا کرنے کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سے بڑھ کر تمہیں عطا کر دے- اور گزشتہ سالوں میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں اخلاص کے ساتھ یہ وعدے کئے گئے اور محنت کی گئی اور ان سب کی توقعات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا- پس ذکر الٰہی کا اس مضمون سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے- اپنی دعوت الی اللہ کو ذکر الٰہی سے معمور کر دیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ذکر الٰہی صرف ایک غرض کی خاطر موقع پر نہیں کیا جاتا بلکہ ذکر الٰہی ہر موقع پر خود داخل ہو جاتا ہے- اگر اس کے فرق کو آپ نے نہ سمجھا تو آپ غلط رستے پر چل

پڑیں گے۔ اس لئے ذکر الٰہی نہیں کرنا کہ کھیت بڑھیں بلکہ اصل بات مولوی صاحب کی یہ تھی کہ ان کو عادت تھی نفل پڑھنے کی اور وہ رہ نہیں سکتے تھے نفل کے بغیر۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کچھ سفر کر کے دیکھے ہیں بے حد دعا گو اور نفل پڑھنے والے بزرگ تھے۔ تو کھیتوں میں جاتے تھے' کھیت دیکھتے تھے' ساتھ چلو اچھا وقت ملا ہے تھوڑا سا' دو نفل ہی پڑھ لیں تو ان معنوں میں جب نفل پڑھتے تھے تو کھیتی پر بھی رحم آ جاتا تھا' اس کے لئے بھی دعائیں مانگ لیتے تھے۔ تو یہ تو نہیں تھا کہ تجارت کی خاطر خدا کو یاد کیا گیا ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ایسا شخص مراد نہیں ہے۔ فرمایا ہے ذکر الٰہی ایسا اس پر غالب ہے کہ جب توجہات کو بازار اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس وقت بھی ذکر الٰہی اس پر قبضہ کئے رہتا ہے اور بار بار چھین کر بازار سے ان توجہات کو اپنی طرف کر لیتا ہے۔ ایسا شخص جب ذکر الٰہی کرتا ہے پھر تجارت کے لئے بھی دعا دل سے نکل ہی جاتی ہے اور اگر نہ بھی نکلے تو ایسے شخص کی دعا بعض دفعہ اس کی ضرورت ہی بن جاتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والا ہو اس کی ضرورت خود دعا بن جاتی ہے۔ وہ لفظوں میں اس کو ڈھالے یا نہ ڈھالے۔

پس ایسے ذکر الٰہی کے عادی بن جائیں کہ آپ کی ضرورتیں آپ کی دعا بن جائیں۔ آپ کے بازار زندہ ہو جائیں آپ کے کھیتوں میں نئی زندگی دکھائی دینے لگے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر احمدی کے ہر کام میں برکت پڑے اور یہ ذکر الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں''۔

میرے ذہن میں یہ عبارت اس وقت نہیں تھی جب میں نے یہ بات کی ہے کیونکہ یہ ابھی پڑھنے ہی لگا تھا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک طبعی نتیجہ ہے۔ جس طرح اس پر غور کرتے ہوئے میرے دل سے خود بخود یہ مضمون پھوٹا ہے اس کے سوا کوئی مضمون بنتا ہی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اس کے معاً بعد فرماتے ہیں جو شخص بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں ہے۔

''اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے' کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔''

اور مردوں سے بڑھ کر زیادہ عورتوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ پھر جہاں بھی ہوں گے جس حال میں ہوں خوشیوں کا موقع ہو یا اور کسی کام میں مصروفیت۔ اگر گھر میں بیمار بچہ چھوڑا ہوا ہے تو بیمار بچہ ہی دماغ پر غالب رہے گا۔

''اسی طرح پر لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں۔ وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے''۔

بہت ہی پیاری بات ہے کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے کیونکہ وہ ہنستا بھی ذکر الٰہی کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ بھی اللہ کا پیار اور اس کی محبت وابستہ ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید عبد القادر جیلانی ؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے بزرگ کہلاتے ہیں اور ہیں بھی۔ آپ کی دعائیں قبول ہوتیں اور بڑے بڑے اعجاز آپ سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن آپ کو کپڑوں کا اتنا کیا شوق ہے؟ اتنے خوبصورت کپڑے پہنتے ہیں' اتنا اچھا لباس رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر یہ پہن اور یہ پہن' میں وہ نہیں پہنتا۔ یہ ہے ضرورت کا دعا بننا اور پھر دعا کا قبول ہو جانا۔ ہر ایک کو کیوں نہیں خدا ایسے کہتا۔ حضرت عبد القادر سے برتر بزرگ انبیاء تھے ان کے متعلق یہ بات نہیں ملتی۔ معلوم ہوتا ہے بچپن سے دل میں ایک نفاست بھی تھی اور کپڑے اچھے لگتے تھے اور خدا کی خاطر سب کچھ بھلا دیا تھا۔ پس جس نے خدا کی خاطر اپنی ایک گہری تمنا کو بھلا دیا اللہ نے اس تمنا کو نہیں بھلایا اور وہ خود فرماتا تھا کہ اے عبد القادر یہ کپڑا پہن یہ تجھے اچھا لگے گا۔ اور یہ دنیا کے عام تعلقات میں بھی بات دیکھی گئی ہے۔ بعض بیبیاں خاوندوں سے مطالبے نہیں کرتیں تو وہ ماں باپ اگر توفیق رکھتے ہوں اور ذہین ہوں تو وہ خود دیکھ کر کہتے ہیں اگر ماں ہے تو بیٹی کو کہے گی بیٹی یہ کپڑا تم پر اچھا لگے گا یہ ضرور لے لو۔ بعض بیاہ شادی کے بعد غریب گھروں میں چلی جاتی ہیں یا ان کے خاوند بعد میں غریب رہ جاتے ہیں تو ان کی مائیں بھی اس بہانے سے کہ ان کی غیرت کو ٹھیس نہ لگے کوئی چیز پسند کر کے ان کو دیتی ہیں۔ یہ سارے محبت کے رشتے ہیں اور ذکر الٰہی کی جان محبت ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو منہ کے ذکر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ صرف تسبیح پھیرنے والی بات ہے۔ تسبیح کے دانوں سے خدا ہاتھ نہیں آتا بلکہ جو خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تسبیح کے دانے بن جاتا ہے اسے دیکھ کر لوگ خدا یاد کرتے ہیں۔ وہ ایک خدا نما وجود بن جاتا ہے اور یہ بات اللہ کی محبت کے بغیر انسان کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

پھر مسیح موعود فرماتے ہیں: ''وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں''۔ یعنی رونے سے اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے۔ کیوں؟ ''وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض ...... کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 19 تا 21)۔ یہ لمبی عبارت تھی وہاں سے لی گئی تھی

حضرت مسیح موعود ذکر الٰہی میں سب سے زیادہ نمازوں پر زور دیتے تھے۔ اور نماز ہی کو ذکر کا معراج بتاتے تھے۔ نماز ہی کو ذکر کی جان قرار دیتے تھے۔

آج مجھے یہ کہا گیا ہے کہ بعض تربیتی اجتماعات ہیں یا جلسے ہیں ان کے ذکر میں میں اب ان کو نماز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک اعلان ہے جماعت ہائے احمدیہ بورکینا فاسو کے لئے۔ بورکینا فاسو افریقہ کا ایک فرانسیسی بولنے والا ملک ہے۔ ان کا آج 25 مارچ سے جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے جو انشاء اللہ 27 مارچ بروز اتوار تک جاری رہے گا۔ ان کے ہاں بھی ڈش انٹینا لگا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی پروگرام دیکھتے ہیں اور ہماری جماعت کی حوصلہ افزائی ہو گی اگر اس موقع پر آپ ہمارا ذکر بھی کر دیں۔

دوسرا جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ ہیں۔ پاکستان کے اضلاع کی جماعتوں میں سیالکوٹ کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے ہاں خدام اور اطفال کا ضلعی اجتماع 24 مارچ سے شروع ہوا تھا۔ اور آج اختتام کو پہنچا ہے۔ پہنچ چکا ہو گا غالباً۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے رات کی مجلس لگائی ہو اور اس خطبے میں اپنا نام سننا ہو تو بہر حال میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بیٹھے ہوں گے اس وقت اور سن رہے ہوں گے۔

ان دونوں کو میری پہلی نصیحت تو یہی ہے کہ ذکر الٰہی کے لئے نماز ایک برتن ہے۔ اگر ذکر الٰہی دل میں پیدا ہو تو نماز سے انسان الگ ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ برتن ہے تو پھر اسے ذکر الٰہی سے بھریں اور خالی نہ رہنے دیں۔ یہ دو پہلو ہیں جن کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اگر اللہ کی محبت ہے' دل میں پیار ہے اور ذکر سے دل بھرا ہوا ہے تو نمازوں سے غفلت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ نمازیں تو ذکر کا معراج ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح خدا کو یاد کیا ہے اور جس جس پہلو سے یاد کیا اور جسم نے کس طرح روح کے ساتھ مطابقت کی یہ سارا مضمون دہرایا جاتا ہے۔ ہر نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ نماز دہرائی جاتی ہے۔ جو خدا کی خاطر آپ پڑھا کرتے تھے۔ اس کے دو پہلو ہیں اول تو یہ کہ اگر جیسا کہ میں نے بیان کیا' ذکر کا دعویٰ سچا ہے' نماز کے بغیر یہ جھوٹا ہو گا کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والوں میں سب سے بلند تر ذکر الٰہی کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے اور آپ ؐ نے اپنے آپ کو

نماز سے مستثنیٰ نہیں سمجھا- جھوٹ بولتے ہیں وہ صوفی یا متقی بننے والے جو کہتے ہیں کہ ہمیں ظاہری تتبع کی کیا ضرورت ہے' ہمارے دل میں ذکر ہے بس یہی کافی ہے- اگر یہ بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نمازوں میں اس قدر انہماک کیوں کرتے اور اتنا انہماک جو تکلیف تک جا پہنچتا تھا- پس اس خیال کو دل سے نکال دیں کہ نماز کے بغیر آپ کا دعویٰ سچا ہے-

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب **نماز پڑھیں تو اس کو ذکر سے بھریں** کیونکہ نماز میں برتن اکثر خالی رہتا ہے اور بہت کم ہیں جن کو کوشش کے بعد یہ توفیق ملتی ہے کہ ان نمازوں میں دودھ بھرنے لگتا ہے ورنہ اکثر نمازوں کا حال تو ان کھیتوں کی طرح ہے جن کی جڑوں میں بیماریاں لگ جاتی ہیں تو سٹے بنتے بھی ہیں مگر خالی- ہمارے ہاں ایک دفعہ احمد نگر میں چاول کے کھیتوں میں بیماری آئی تھی- سٹے سید ھا سر کھڑا اونچا کیا ہوا تھا اور تھوڑی دیر تو مجھے پتہ نہیں لگا میں نے کہا بڑے اچھے سٹے نکلے ہوئے ہیں لیکن جب وہ جھکے ہی نہیں پھر مجھے خطرہ محسوس ہوا- دیکھا تو دودھ سے خالی تھے اور جو دودھ سے خالی ہو وہ جھکتا نہیں ہے- اور متکبر کی بھی یہی مثال ہے- جس کے اندر کچھ نہ ہو وہ تکبر سے سر اٹھا کے پھرتا ہے- جو عارف باللہ ہو' جو اللہ کی محبت رکھتا ہو اتنا ہی وہ جھکتا چلا جاتا ہے اور ظاہری طور پر کھیت کے ساتھ اس کی مثال بہت ہی عمدہ ہے- پس ذکر الٰہی سے اگر خالی نمازیں ہوں گی تو اکثر نمازوں میں بہت سارا حصہ ذکر الٰہی سے خالی رہتا ہے تو وہ برتن تو ہے مگر اس میں دودھ نہیں پڑا- پس آپ اپنی نمازوں میں خدا کی یاد کا دودھ بھریں پھر دیکھیں آپ کتنی ترقی کرتے ہیں-

جہاں تک بورکینا فاسو کا تعلق ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے اور دن بدن نئے نئے علاقوں سے تقاضے آ رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ ہمارے پاس فرنچ سپیکنگ کی کمی ہے مگر اس کے باوجود مقامی معلمین تیار کرتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں- تو اس ضمن میں یہ بھی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ فرانسیسی زبان کی طرف بھی توجہ کریں- فرانسیسی بہت بڑے بڑے علاقے ہیں جن میں اس وقت جماعت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے- اس میں آئیوری کوسٹ ہے' اس میں بورکینا فاسو بھی ہے' اس میں زائر بھی ہے اور خود فرانس میں بھی اب ہمیں بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے- پس فرنچ سپیکنگ ...... کی ضرورت ہے- اپنے بچوں کو اور واقفین نو کو جہاں جہاں بھی فرانسیسی زبان اچھی سکھانے کا امکان موجود ہے وہ ضرور سکھائیں- ہم جب اپنے پروگرام جاری کریں گے اس میں بھی زبانیں سکھائیں گے انشاء اللہ- لیکن وہ آہستہ پروگرام ہے اور سارا دن میں صرف ایک ہی کلاس تو نہیں لی جا سکتی' اس لئے وہ صبر طلب ہے- تقریباً دو سال میں جا کر میرا خیال ہے کہ ایک انسان اس پروگرام کے ذریعے فرفر ایک زبان بولنی شروع کر دے گا- فرفر نہیں تو کسی حد تک ضرور بولنے لگ جائے گا' انشاء اللہ- لیکن ہمیں جلدی ہے اس لئے باقاعدہ جس طرح سکولوں اور کالجوں میں محنت کے ساتھ زبانیں پڑھائی جاتی ہیں اس طرح احمدی نوجوان یہ زبان بھی سیکھیں- اور جو فرانسیسی علاقوں میں بچے ہیں ان کو میری نصیحت ہے ان کو اردو بھی سکھائیں' کیونکہ درحقیقت ایک انسان جیسا ترجمہ اپنی زبان میں کر سکتا ہے ویسا ترجمہ کسی دوسری زبان میں نہیں کر سکتا- اب دیکھیں ہمارے ہاں اردو سے انگریزی ترجمہ ہوتا ہے- بڑی مشکل سے اب ہمیں اللہ کے فضل سے وہ خاتون میسر آئی ہیں جن کو خدا نے غیر معمولی ملکہ عطا فرمایا ہے ورنہ اچھے بھلے انگریزی دان بھی ہیں مگر وہ بات بنتی نہیں- لیکن دوسری زبان سے اپنی زبان میں نسبتاً ترجمہ آسان ہوتا ہے- جن کو جرمن زبان اچھی آتی ہے' وہیں پیدا ہوئے ہیں وہ بچے جو اردو بھی جانتے ہیں جرمن زبان میں بہت اچھا فرفر ترجمہ کرتے ہیں لیکن اردو ان کی نسبتاً کمزور ہے- جب جرمن زبان سے اردو کریں تو ان کو وہ طاقت نہیں ہے وہاں جا کے رہ جاتے ہیں تو اس لئے **میری خواہش ہے کہ فرنچ سپیکنگ احمدی اردو بھی سیکھیں اور اس وجہ سے نہیں کہ یہ پاکستان کی زبان ہے اس لئے کہ اس زمانے کے امام کی زبان ہے**- حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اردو سپیکنگ بنایا- اگرچہ پنجابی زبان مادری کہلا سکتی ہے مگر اردو ہی کو آپ نے استعمال فرمایا ہے- پس فرانسیسی' اردو سیکھیں اور جہاں تک خدمت دین کا تعلق ہے جب دونوں زبانیں اکٹھی ہوں گی پھر خدمت کی اہلیت ہوگی اور جو انگریز ہیں ان کو بھی اردو سیکھنی چاہئے- اس نقطہ نگاہ سے کہ دین کی خدمت ہوگی- اس خیال کو دل سے کاٹ کر پھینک دیں کہ یہ پاکستانی زبان ہے- ہندوستانی بھی کیوں نہیں سوچتے پھر آپ- اور بھی دنیا میں ہے یہ پھیلی ہوئی- مقصد صرف اتنا ہے اور یہی خالص مقصد رہنا چاہئے کہ وقت کے امام کی زبان ہے اور اگر ہم اس میں مہارت حاصل کریں گے تو اپنی زبان میں دین کی بہتر خدمت کر سکیں گے-

اس کے علاوہ پھر واپس سیالکوٹ جاتا ہوں- (ایک دو منٹ باقی ہیں یا شاید نہ رہے ہوں باقی)- سیالکوٹ کی جماعتوں کو میں نے متنبہ کیا تھا آپ بہت بلند مقام سے اتر کر یہاں پہنچی ہوئی ہیں جہاں آج ٹھہری ہوئی ہیں- بڑے بڑے عظیم ..... کرام' بڑے بڑے خدام سلسلہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور ساری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیں کوئی دنیا کا حصہ نہیں ہے جہاں احمدیت کی تعمیر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے سیالکوٹیوں کو خدمت کی توفیق نہ ملی ہو- نئی نئی جماعتیں بنانے والوں میں بھی یہ اول رہے اور اس وقت ساری دنیا میں سیالکوٹ کے سابق بسنے والے پھیل چکے ہیں اور پاکستان میں بھی جو گجرات سے آتے ہیں یا باہر کے نو آباد علاقوں سے آتے ہیں ان کا بھی پرانا پس منظر سیالکوٹ ہی ہے- عجیب بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پیدا کرنے میں ظاہری لحاظ سے بھی یہ ضلع بہت زرخیز تھا اور **قابل آدمی پیدا کرنے میں بھی بڑا زرخیز تھا- تبھی حضرت مسیح موعود نے اسے اپنا دوسرا وطن قرار دیا- پس اس تعلق کو یاد رکھیں آپ کو دوسرا وطن کہا گیا ہے- وطن بن جائیں ان ...... کی طرح وطن بن جائیں جن ..... نے حضرت مسیح موعود کو اپنے دلوں میں بسا لیا تھا- دوبارہ اس پیغام سے چمٹیں' اسے اپنے دلوں میں بسائیں اور پھر دیکھیں آپ کی حالتیں کس طرح جلد جلد تبدیل ہوں گی**- اور مجھے خوشی ہے کہ سیالکوٹ میں میری گزشتہ تنبیہ کے بعد جلد جلد تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں- کثرت سے مجھے وہاں سے خط ملتے ہیں اور چھوٹے بڑے' مرد عورتیں سب لکھ رہے ہیں کہ ہمارے دلوں پر گہرا اثر ہے اور ہم اللہ کے فضل کے ساتھ باقاعدہ ایم ٹی اے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہمارے دلوں میں نئے ولولے پیدا ہو رہے ہیں- دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارا قدم ترقی کی طرف پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے آگے بڑھائے- میری بھی دعا ہے' ساری دنیا کی جماعتوں کو بھی سیالکوٹ کو اس پہلو سے اپنی دعا میں یاد رکھنا چاہئے اور تمام دنیا کے داعیین الی اللہ کو بھی یاد رکھیں- ذکر الٰہی زبان پر بھی ہو اور دل میں بھی بسا ہو- پھر آپ خدا کی طرف بلانے والے ہوں تو آپ کی دعوت میں ایک عظیم شان پیدا ہو جائے گی- ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جائے گی کہ کوئی دنیا کی طاقت اس کو رد نہیں کر سکے گی-

(الفضل انٹرنیشنل 25/ اکتوبر 2002ء)

بالوں اور دماغ کی طاقت کیلئے
سپیشل ہومیو ہیئر ٹانک
لمبے، گھنے، سیاہ اور ریشمی بالوں کا راز
چھ مختلف تیل و روغن اور جرمن و فرانس کے گیارہ مختلف مدر ٹنکچرز کو ایک خاص تناسب سے یکجا کر کے تیار کیا ہوا یہ ٹانک بالوں کی مضبوطی اور نشوونما کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔
پیکنگ 120ML۔ ایک ماہ کیلئے کافی ہے۔
رعایتی قیمت -/150 روپے بمع ڈاک خرچ -/210 روپے
ہر اچھے سٹور سے طلب کریں یا ہمیں خط لکھیں۔
عزیز ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ فون 212399

کراچی اور سنگاپور کے 21-K اور 22-K کے فینسی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز
فون شوروم 0432-594674
الطاف مارکیٹ۔ بازار کاٹھیاں والا۔ سیالکوٹ

گائیڈ لائن اکیڈمی کی دو اہم کتب
خلافت رابعہ کی فتوحات و ترقیات
ایم ایم احمد۔ شخصیت اور خدمات
مرتبہ: عبدالسمیع خان صاحب
ربوہ میں الفضل برادرز پر دستیاب ہیں

بریگیڈئیر افتخار احمد میر صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ جماعت راولپنڈی کے احمدی دوست مکرم بریگیڈیئر (ر) افتخار احمد میر صاحب (ستارہ بسالت) مورخہ 17/ جولائی 2003ء بروز جمعرات نامعلوم افراد کی فائرنگ سے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر 64 سال تھی۔ مورخہ 19/ جولائی بروز ہفتہ صبح دس بجے آپ کی نماز جنازہ راولپنڈی میں ادا کی گئی جس کے بعد میت ربوہ لائی گئی بعد نماز عصر بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہالیان ربوہ کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور آخری دیدار کیا۔ قبرستان نمبر 1 میں تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی قبر پر دعا کروائی۔

تفصیلات کے مطابق مورخہ 17/ جولائی کو مکرم بریگیڈئیر صاحب اپنی رہائش گاہ نزد آرمی ہاؤس راولپنڈی میں دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے کہ تین دہشت گرد آپ کے گھر گھس آئے اور آپ پر فائرنگ کر دی۔ شدید زخمی حالت میں آپ کو CMH راولپنڈی لے جایا گیا جہاں زخموں کی تاب نہ لا کر آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ فائرنگ کے وقت آپ کے بہنوئی مکرم ملک عبدالعزیز صاحب (ریٹائرڈ کمانڈر مرچنٹ نیوی) بھی زخمی ہوئے ہیں۔ گھر میں اس وقت آپ کی ہمشیرہ، والدہ اور دو بھانجیاں بھی موجود تھیں۔

حالات زندگی

مکرم بریگیڈئیر افتخار احمد میر صاحب مورخہ 6/ اکتوبر 1939ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق کالرہ ضلع گجرات سے تھا۔ آپ کے والد محترم کیپٹن احمد دین صاحب بھی فوج کے ریٹائرڈ افسر تھے۔ انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) کے ساتھ کام بھی کیا اور دارالرحمت وسطی کے صدر محلہ بھی رہے۔ بریگیڈئیر صاحب نے 1960ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا اور فوج میں مختلف مقامات پر اہم عہدوں پر خدمات کی توفیق پائی۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگ میں خدمات سرانجام دیں۔ دوران سروس لاہور، سیالکوٹ، راولپنڈی، سکھر، گلگت، ٹل، ملتان، حیدرآباد اور اوکاڑہ تعینات رہے۔ دوران سروس دو بریگیڈ اور 2 انفنٹری یونٹس کی کمانڈ کرنے کا موقعہ ملا۔ 32 سال سروس کرنے کے بعد 24/ دسمبر 1992ء کو آپ فوج سے ریٹائر ہوئے اور پھر پانچ سال تک فوجی فاؤنڈیشن کے سیکرٹری کے اہم عہدہ پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ 1993ء میں آپ کو ستارہ بسالت کے اعزاز سے نوازا گیا۔

پس ماندگان

آپ کی اہلیہ 1992ء میں ایک ٹریفک حادثہ میں انتقال کر گئی تھیں۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے ہیں:۔ (1) مکرم محمود احمد میر صاحب راولپنڈی میں فوجی فاؤنڈیشن میں ملازم ہیں۔ (2) مکرم ابرار احمد میر صاحب ایم بی اے بینکار ہیں اور آج کل سعودی عرب میں ایک بینک میں آفیسر ہیں۔ بریگیڈیئر صاحب کی بوڑھی والدہ صاحبہ بھی آپ کے ہاں مقیم تھیں۔ آپ کے ایک عزیز نے بتایا کہ وفات سے دو روز قبل آپ نے سال بھر کا چندہ ادا کر دیا تھا اور پہلے بھی آپ کا یہی طریق تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے، اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے۔ آپ کے جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی قربانی کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

درخواست دعا

✿ مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن تحریر کرتے ہیں خاکسار فروری 2003ء میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے تین ہفتے ہسپتال میں رہا۔ انجیو پلاسٹی سے شریان کھولی گئی اس دوران Stent کی پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اب بھی کمزوری ہے عمومی طور پر صحت بہتر ہے۔ احباب جماعت خاکسار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ مولیٰ کریم صحت کاملہ سے نوازے، ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلان گمشدہ

✿ مکرم نوید احمد عابد صاحب کارکن دفتر مال آمد صدر انجمن لکھتے ہیں خاکسار کا بیٹا فرید احمد عابد عمر 15 سال رنگ گندمی، نیلا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنے ہوئے ہے۔ پاؤں میں کالی چپل ہے۔ مورخہ 18 جولائی 2003ء بروز جمعہ بوقت 9:30 بجے دن سے گھر واقع 2/28 دارالرحمت شرقی (ب) ربوہ سے لاپتہ ہے۔ براہ کرم جس کو بھی اس کے بارہ میں علم ہو یا اسے دیکھا ہو تو مندرجہ بالا ایڈریس یا فون پر اطلاع دیں۔

04524-214163`214423`212271

نرسری کی سہولیات

✿ موسم گرما کے پھولوں کی پنیریاں زینیا، فوٹولاکا، کلغہ اور کوچیا وغیرہ دستیاب ہیں پھل دار پودے، بیری سندھی، انار، خوبانی، انگور وغیرہ دستیاب ہیں۔ سایہ دار، پھلدار، بیلیں اور مختلف خوبصورت باڑیں ارزاں نرخوں میں مہیا ہیں۔ گھروں میں خوبصورت لان تیار کروانے، گھاس لگوانے اور اس کی کٹائی اور پودوں کو سپرے کروانے کے لئے تجربہ کار مالی کی سہولت موجود ہے۔ تازہ پھولوں سے ہار، گجرے، بوکے تیار کروانے کیلئے رابطہ فرمائیں انڈور اور آؤٹ ڈور خوبصورت پودے جو آپ کے کمروں اور صحن خوش نما بنائیں اور مختلف سائز میں خوبصورت گملے اور ہینگرز (لٹکانے اور دیوار کے ساتھ لگانے والی ٹوکریاں) دستیاب ہیں۔

(... نرسری۔ ربوہ فون 213306-215206)

AL-FAZAL
JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH: 04524-213649

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی-محمد اشرف بلال
زیر نگرانی-پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار-صبح 9:00 بجے تا شام 5:00 بجے
وقفہ 1 بجے تا 2 بجے دوپہر-ناغہ بروز اتوار
86-علامہ اقبال روڈ-گڑھی شاہو-لاہور

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیج
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز شوروم ربوہ
فون شوروم چنیوٹ 04524-214510-04942-423173

تمام گاڑیوں وٹریکٹروں کے ہوز پائپ
آٹوز کی تمام آئٹم آرڈرز پر تیار
STRP
سینکی ربڑ پارٹس
جی ٹی روڈ رچنا ٹاؤن نزد گلوب ٹمبر کارپوریشن فیروز والا لاہور
فون فیکٹری 042-7924522,7924511
فون رہائش 7729194
طالب دعا- میاں عباس علی، میاں ریاض احمد-میاں تنویر اسلم

KHAN NAME PLATES
SCREEN PRINTING SHIELDS
STICKERS,VACUUM FARMING
BLISTER PACKAGING
PHOTO ID CARDS
TOWNSHIP:HR.PH:5150862-5123862
EMAIL:Knp_pk@yahoo.com

نسیم جیولرز
NJ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 212837 رہائش 214321
23- قیراط اور 22 قیراط جیولری سپلائرز
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر میاں وسیم احمد ایم بی اے

نئی کاریں۔ لوڈر گاڑیاں اور ویگن ہائی ایس کرایہ پر حاصل کریں
گولبازار ربوہ- فون نمبر 212758

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29